روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

بدھ 10- فروری 1999ء - 23 شوال 1419 ہجری - 10 تبلیغ 1378 ہش جلد 49-84 نمبر 32

حقیقی شکر

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جسے کوئی چیز عطا کی جائے اگر اسے توفیق ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر یہ توفیق نہ ہو تو اس چیز کے ذریعہ ثنا کرے جو اسے عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اس طرح ثنا کرے گا تو اس نے شکر کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیا کئے ہیں۔ ان کا خیال کر کے اس کا شکریہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے۔ یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو گا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔ چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں تو کون ہے کہ اس کا مرنے کو جی چاہئے۔ انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بے فکری و سردمہری اختیار کرلیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آ جاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا۔ آرام ہو گا۔ اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جاویں گی تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آ جاؤ اور چاہو تو دنیا میں ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اسی دنیا کے گذارہ کو ہی پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کریں گے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 642)

امداد طلباء

مخیّر احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

شعبہ امداد طلبا اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بمد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

خدائی نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر گزاری ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

یوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اپنے بندوں پر بے انتہا ہیں۔ خود بندہ کی پیدائش ہی خدا کے فضل کے ماتحت ہے۔ انسانی اعضاء کو ہی لے لو ہر ایک عضو پر جس قدر غور کریں اسی قدر خدا تعالیٰ کا فضل زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک عضو کے فوائد کا تو شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے احسان ہیں لیکن ان سب سے بڑا اور زیادہ احسان میرے نزدیک وہ ہے جو روح پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خادم نہیں ' غلام نہیں ' ہماری اطاعت و فرمانبرداری میں اس کا نفع نہیں۔ محض اس کے فضل اور انعام کی بات ہے جو وہ اپنی مخلوق پر کرتا ہے کہ اس کی شریعت کو اٹھا سکے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ اگر کوئی انسان خدا کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل نہ کرے تو اس کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آجاتا مگر اس کے فضل اور احسان نے چاہا کہ اپنے انعام کو دنیا میں خاص طور سے انسان پر ظاہر کرے۔ پس جس طرح اس کے فضل اور احسان نے اپنے اعلیٰ ظہور کے لئے انسان کو پسند کیا اسی طرح جو انعام انسان کو ملے ہیں وہ اور انعاموں سے بھی بڑے ہیں۔ (-)

ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی اور اس کے اظہار کے لئے بہت طریق استعمال کئے مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ آخر اس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی جب لوگ دوڑ کر آگ بجھانے کے لئے آئے تو اتفاقاً ایک عورت کی انگوٹھی پر نظر پڑ گئی۔ اس نے کہا کہ بہن یہ انگوٹھی تم نے کب بنوائی تھی۔ اس نے کہا کم بخت اگر تو اس کے متعلق پہلے ہی پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ ایسا تو کوئی بیوقوف ہو گا جو ایک انگوٹھی کے دکھانے کے لئے اپنے گھر کو آگ لگا دے مگر ہاں اس حکایت کے بنانے والے نے اس سے یہ ظاہر کیا ہے کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ اپنی اچھی چیز کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جب انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے اور پھر مذہب خدا کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے تو جس کے پاس یہ ہو اس کے دل میں اس کے ظاہر کرنے کے لئے کم از کم اس عورت جتنا تو جوش ہونا چاہئے جس نے انگوٹھی دکھانے کے لئے اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی۔ جس کے پاس سچا مذہب ہو اسے تو اس وقت تک چین نہیں آنا چاہئے جب تک کہ اپنے مذہب کا اظہار دوسروں پر نہ کر لے۔ انگوٹھی کو اگر لوگ دیکھ بھی لیتے تو انہیں کیا فائدہ ہوتا۔ کچھ نہیں۔ مگر مذہب تو ایک ایسی چیز ہے کہ اگر یہ کسی شخص کو دی جائے تو دینے والے کو خود بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے اور جتنا کسی کو دے اتنا ہی اپنے پاس اور زیادہ پاتا ہے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے جو دوسرے کو دیتے ہیں ان کو خدا دین کے سمجھنے اور اپنی محبت میں بڑھنے کی توفیق دیتا ہے۔ گویا مذہب ایک اس قسم کی چیز ہے کہ جس قدر اس کو ظاہر کیا جائے اسی قدر زیاہ چمکتی اور روشن ہوتی ہے۔ بعض کپڑوں کے رنگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ دھوپ میں خوشنما نہیں لگتے اس لئے دکان دار ان کو چھاؤں میں مکان کے اندر رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دھوپ میں اور چمکتے ہیں ان کو ایسی جگہ رکھا جاتا ہے جہاں روشنی اچھی طرح پڑتی ہو یہی حال سچے مذہب کا ہے اس کو جس قدر زور کے ساتھ روشنی میں لایا جائے اور لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اسی قدر وہ زیادہ خوشنما اور عمدہ نظر آتا ہے اور پیش کرنے والے کو بہت زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ پس ایک ایسی چیز جس کے پیش کرنے سے پیش کرنے والے کو بیش از پیش فائدہ ہو اس کے ظاہر کرنے کے لئے تو بہت زیادہ کوشش کرنا چاہئے۔

(از خطبہ 17- نومبر 1916ء (خطبات محمود جلد 5 ص 328-326)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

فرخ سلطانی

دلبر مرا یہی ہے نمبر 13

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلکش پہلو

بچوں سے دل لگی

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے گھر آنا جانا تھا- میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کو ابو عمیر کہہ کر پکارتے تھے- اس کی ایک سرخ چونچ والی بلبل تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگئی- اس کے مرنے کے بعد حضور ؐ ہمارے ہاں آئے تو عمیر کو افسردہ دیکھا پوچھا اس کو کیا ہو گیا ہے- چپ چپ ہے- گھر والوں نے عرض کیا کہ اس کی نغر یعنی بلبل مرگئی ہے- اس پر آپ ؐ نے ابو عمیر کو بہلانے کے لئے اس کو یہ کہہ کر چھیڑنا شروع کیا کہ یا ابا عمیر ما فعل النغیر کہ اے ابو عمیر نغیر تجھ سے کیا کر گئی-

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل تیکنی)

خالد بن سعید کی رؤیا

حضرت عمرو بن عثمان ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد یعنی خالد بن سعید بن عاص بڑے شروع زمانہ میں اسلام لائے- وہ اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے (ان کے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ) انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک آگ کا گڑھا ہے جس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں- خالد کہتے ہیں کہ وہ اتنا وسیع و عریض جہنم کا گڑھا تھا کہ اس کی وسعتوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہوگا (بہر حال وہ دیکھتے ہیں کہ وہ اس جہنم کے گڑھے کے کنارا پر کھڑے ہیں اور) ان کا باپ انہیں اس گڑھے میں دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے- پھر انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ؐ خالد کو ان کی کمر کے پٹکے سے پکڑ کر پیچھے ہٹا لیتے ہیں اور گرنے نہیں دیتے- خالد یہ خواب دیکھ کر بہت خوف زدہ ہو گئے اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یہ الہٰی خواب ہے- پھر ان کی ملاقات حضرت ابو بکر ؓ سے ہوئی- خالد نے ان سے اپنی خواب کا ذکر کیا حضرت ابو بکر ؓ نے (ان کی خواب سن کر انہیں تسلی دیتے ہوئے) جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں تمہارے لئے بھلائی کا فیصلہ کر لیا گیا ہے (جو شخص تم نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس نے تمہیں اس گڑھے میں گرنے سے بچا لیا) وہ اللہ کا رسول ؐ ہے جو تمہارے پاس موجود ہے پس اس کی اتباع کرو- تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ضرور اس کی اتباع کرو گے اور اس کے ساتھ شامل ہو کر اسلام میں داخل ہو جاؤ گے اور اسلام تمہیں اس آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچا لے گا لیکن تمہاری خواب سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارا باپ اس گڑھے میں جا پڑے گا-

راوی کہتے ہیں کہ حضور ؐ اجیاد کے مقام پر تھے کہ خالد کی ملاقات حضور ؐ سے ہوئی اس ملاقات پر خالد نے عرض کیا کہ آپ ؐ کس کی طرف بلاتے ہیں- حضور ؐ نے فرمایا میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو واحد ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ محمد ؐ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور میں تمہیں اس طرف بلاتا ہوں کہ تم ان پتھروں کی عبادت کرنا چھوڑ دو (جو محض بے جان ہیں) نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور (ایسے بیکار وجود ہیں) کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ کون ان کی عبادت کرتا ہے کون نہیں- اس پر خالد نے جواب دیا کہ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی بھی کہ آپ ؐ اللہ کے رسول ہیں- راوی کہتے ہیں کہ حضور ؐ خالد کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے-

اسلام لانے کے بعد خالد اپنے رشتہ داروں سے چھپ گئے لیکن ان کے والد کو خالد کے اسلام لانے کا علم ہو گیا- لوگوں کو ان کی تلاش میں بھیجا- یہ لوگ ان کو باپ کے پاس پکڑ لائے- باپ نے بہت ڈانٹا ڈپٹا- ہاتھ میں ایک سوٹا تھا وہ خالد کے سر پر دے مارا اور اتنی زور سے مارا کہ سوٹا ٹوٹ گیا پھر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم اگر تم اسلام سے باز نہ آئے تو تمہارا نان نفقہ بند کر دوں گا- خالد نے جواب دیا اگر آپ نے میرا نان نفقہ بند کر دیا تو (میرا) اللہ مجھے وہ رزق دے گا جس کے سہارے میں زندہ رہوں گا- یہ بات کہہ کر والد کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے اور پھر حضور ؐ کی معیت اختیار کر لی اور حضور ؐ کے ساتھ چمٹے رہے-

(مسند احمد جلد اول ص 379)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سراپا احسان

ام المومنین حضرت صفیہ ؓ بنت حیی ؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حسن خلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا- خیبر سے واپسی پر حضور ؐ مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے- رات کا سفر تھا مجھے اونگھ آنے لگی- میں سوئی تو میرا سر کجاوہ کے پچھلے ابھرے حصہ پر جا لگا- حضور ؐ نے مجھے اپنے ہاتھ سے سہلایا اور فرمایا اے لڑکی- اے حیی ؓ کی بیٹی ذرا سنبھل کے- صفیہ ؓ کہتی ہیں کہ جب ہم سفر کرتے کرتے صہباء مقام پر پہنچے تو حضور ؐ نے فرمایا صفیہ ؓ جو کچھ میں نے تمہاری قوم سے کیا اس کے لئے میں تم سے بہت معذرت خواہ ہوں- صفیہ ؓ مجھے ایسا کرنا پڑا کیونکہ انہوں نے میرے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا اور مجھے یہ کہا اور یہ کہا-

(الہیثمی جلد 9 ص 15 باب فی حسن خلقہ)

☆......☆......☆......☆

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

اتوار 14- فروری 1999ء

12-55 رات- جرمن سروس-
2-00 رات- چلڈرنز کارنر- قرآن کوئز-
2-15 رات- مجلس سوال و جواب- طالب علموں کے ساتھ 99-1-24
3-15 رات- چلڈرنز کلاس-
4-20 رات- ڈینش زبان سیکھئے-
5-05 رات- تلاوت- درس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم - خبریں-
5-55 رات- چلڈرنز کارنر- قرآن کوئز-
6-10 صبح- لقاء مع العرب-
7-15 صبح- ایم- اے- اکسیر صاحب کے ساتھ ایک گفتگو' سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث-
8-25 صبح- اردو کلاس-
9-30 صبح- ڈینش زبان سیکھئے-
9-55 صبح- چلڈرنز کلاس-
11-05 دوپہر- تلاوت- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم- خبریں
12-10 دوپہر- خطبہ جمعہ-
1-35 دوپہر- مجلس سوال و جواب طالب علموں کے ساتھ- 99-1-24
2-35 دوپہر- لقاء مع العرب-
3-40 سہ پہر- اردو کلاس-
5-05 شام- تلاوت- خبریں-
5-40 شام- چینی زبان سیکھئے-
6-10 رات- انڈونیشین پروگرام-
7-10 رات- بنگالی سروس-
8-10 رات- انگریزی بولنے والے احباب سے ملاقات-
9-15 رات- لقاء مع العرب-
10-25 رات- البانین پروگرام-
11-05 رات- تلاوت- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم-
11-25 رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پیر 15- فروری 1999ء

12-30 رات- جرمن سروس-
1-30 رات- چلڈرنز کارنر- مقابلہ حفظ اشعار-
2-00 رات- درس القرآن 98-1-25
3-20 رات- انٹرویو- سید حسین احمد اور احمد مبارک' چوہدری محمد علی صاحب کے ساتھ-
5-05 رات- تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
5-55 رات- چلڈرنز کارنر- مقابلہ حفظ اشعار-
6-20 صبح- مجلس سوال و جواب 95-3-13
7-10 صبح- لقاء مع العرب-
8-15 صبح- اردو کلاس-
9-20 صبح- چینی زبان سیکھئے-
10-50 صبح- انگلش بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات-
11-05 دوپہر- تلاوت- درس ملفوظات- خبریں
11-55 دوپہر- چلڈرنز کارنر- مقابلہ حفظ اشعار-
12-25 دوپہر- درس القرآن سبق نمبر 22-
1-50 دوپہر- لقاء مع العرب-
2-50 سہ پہر- اردو کلاس-
4-00 شام- احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس باسکٹ بال از ربوہ-
5-05 شام- تلاوت- خبریں-
5-40 شام- نارویجین زبان سیکھئے-
6-10 رات- انڈونیشین پروگرام-
7-10 رات- بنگالی سروس-
8-00 رات- ہومیوپیتھی کلاس-
9-05 رات- لقاء مع العرب-
10-05 رات- ترکی پروگرام
11-05 رات- تلاوت- درس ملفوظات-
11-35 رات- اردو کلاس-

انسانی ترقی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں-

اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جن میں سے ایک زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے- لیکن وہ زبان جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے- جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہے گا- بلکہ دعاؤں میں لگا رہے گا تب ترقی ہوگی-

تبرکات

نماز میں خشوع و خضوع کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

حضرت مصلح موعود کی مجلس سوال و جواب

فرمودہ 14- اپریل 44ء
مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب

فرمایا "ذکر الٰہی" میری ایک کتاب ہے اس میں بہت سے ایسے طریق میں نے بیان کئے ہیں۔ جن سے نماز میں خشوع و خضوع کی حالت پیدا ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب سے پہلی چیز ہر انسان کو یہ مدنظر رکھنی چاہئے کہ خشوع و خضوع پیدا ہو یا نہ ہو۔ نماز ایک فرض ہے جو اس نے ادا کرنا ہے۔ یہ چیزیں زوائد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر مل جائیں تو خدا تعالیٰ کا انعام ہیں۔ اور اگر نہ ملیں تو ان چیزوں کے نہ ملنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرض کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کی جا سکتی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم نماز خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے پڑھتے رہو۔ اگر تمہیں نماز میں لذت نہیں آتی تو بے شک نہ آئے تم اپنا فرض ادا کرتے چلے جاؤ۔

بہر حال اس امر سے بھی انکار نہیں کیا سکتا کہ جس شخص کو نماز میں پوری لذت نہیں آتی اس کی ذمہ داری اوروں سے بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا دل صاف نہیں۔ اور جس شخص کا دل صاف نہیں اسے اور زیادہ توجہ سے نماز پڑھنی چاہئے۔ اگر چار رکعتوں سے اس کا دل صاف نہیں ہوا تو اسے آٹھ رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ آٹھ رکعتوں سے دل صاف نہیں ہوا تو بارہ پڑھنی چاہئیں یہاں تک کہ اس کا دل صاف ہو جائے۔ بہر حال جہاں تک خشوع و خضوع کا تعلق ہے۔ انسان کو پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنی پوری جدوجہد سے شیطان کا مقابلہ کرتا ہے جب اس کا دل صاف ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ زائد انعام بھی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ سوال کیا گیا ہے کہ خشوع و خضوع کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ خشوع و خضوع اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب کوئی چیز جو انسان کے قبضہ میں ہو اس سے چھن جائے۔ تب اس کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے کہ کوئی چیز میرے پاس تھی جو اب نہیں رہی تب درد پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی چیز کے حصول کے لئے انسان کے اندر سچی تڑپ پائی جاتی ہو۔

درد کس طرح پیدا ہوتا ہے

گویا درد دو ہی صورتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اول ایسی صورت میں جب انسان کے پاس چیز تو ہو مگر وہ جاتی رہے تب اسے سخت صدمہ ہوتا ہے۔ جیسے لوگوں کے رشتہ دار مرجاتے ہیں تو انہیں صدمہ ہوتا ہے۔ یا کسی چیز کے حصول کی سچی تڑپ ہو۔ تب اس کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز اسے مل جائے۔ جیسے کوئی شخص ملازمت کی تلاش میں ہو تو اس کے دل میں درد ہوتا ہے کہ مجھے جلدی کوئی ملازمت مل جائے اور اگر کوئی جگہ خالی ہوتی ہے۔ اور وہاں کئی لوگوں کی درخواستیں پہنچ جاتی ہیں۔ تو وہ گھبرایا ہوا ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے کہ معلوم نہیں افسر کس کی سفارش کرے گا۔ یا اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تو روتا ہے کہ اولاد کیوں نہیں۔ اولاد مرجائے تو روتا ہے کہ مرکیوں گئی۔ شادی نہیں ہوتی تو روتا ہے۔ کہ شادی کیوں نہیں ہوتی۔ شادی ہو جائے اور پھر بیوی مرجائے تو روتا ہے کہ مرکیوں گئی۔ مال نہیں ہوتا تو روتا ہے کہ مال کیوں نہیں ملتا۔ اور مال ضائع چلا جاتا ہے تو روتا ہے کہ مال ضائع کیوں چلا گیا۔

طلب کی شدید خواہش

تو خشوع و خضوع کا اصل گر یہی ہے۔ کہ کسی چیز کی طلب کی شدید خواہش انسان کے اندر پائی جائے۔ یا کسی کی کوئی پیاری چیز اس سے کھوئی جائے۔ نماز میں بھی خشوع و خضوع پیدا کرنے کے یہی دو طریق ہیں۔ یا تو انسان کو اپنی بدیوں اور گناہوں پر یقین ہو اور وہ چاہتا ہو کہ میرے گناہ مجھ سے دور ہو جائیں۔ میرا خدا مجھے معاف کرے اور مجھے بھی اپنی رضا اور خوشنودی سے حصہ دے۔

سورہ فاتحہ کا ایک جلوہ عام انسانوں کے لئے

ایسی شدید خواہش کی صورت میں جب نماز میں وہ الحمدللہ رب العالمین کہے گا۔ تو کہتے ہی اسے اپنے گناہوں کا خیال آجائے گا۔ اور کہے گا خدایا تو تو رب العالمین ہے تیرا کیا حرج ہے کہ تو میرا گناہ بھی معاف کردے۔ اور مجھے بھی اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔ وہ ان الفاظ کو جونہی اپنی زبان سے نکالے گا۔ بے اختیار اس کے آنسو گرنے شروع ہو جائیں گے۔ وہ رو پڑے گا اور کہے گا اے خدا میں بھی تو تیرے عالمین میں سے ایک فرد ہوں۔ پھر کیا تیری نظر رحمت مجھ گنہگار کی طرف نہیں اٹھے گی اور کیا میں یونہی چیختا چلاتا تیرے دروازہ پر مرجاؤں گا۔ پھر جب رحمانیت کا ذکر آئے گا۔ تو اسے خیال آئے گا کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جو بغیر کسی کام اور بغیر کسی طلب کے اپنے انعامات سے اپنی مخلوق کو حصہ دیتا ہے۔ اس موقعہ پر پھر اسے اپنے گناہ یاد آجائیں گے۔ اور وہ کہے گا۔ اے خدا میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں۔ مگر تو تو رحمٰن ہے۔ تجھ سے اگر میں یہ امید رکھوں کہ بغیر کسی نیکی کے ہی تو اپنی رحمانیت کے طفیل مجھے معاف فرما دے گا۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ یہ کہہ کر وہ رحیمیت پر پہنچے گا اور کہے گا۔ خدایا تو رحیم بھی ہے۔ تو کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ بے شک میں گنہگار ہوں۔ مگر کون ایسا انسان ہے۔ جس کے اندر گناہ ہی گناہ ہوں۔ اور نیکی کا ایک شمہ بھی اس کے اندر نہ پایا جاتا ہو۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہوتا جس سے کبھی نہ کبھی کوئی نیکی کا کام سرزد نہ ہوا ہو۔ جب دنیا میں یہ کیفیت ہے۔ تو اس نظارہ کو دیکھ کر اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت کو جلوہ نما پاکر وہ خدا تعالیٰ سے کہے گا کہ بے شک میری نیکیاں کم ہیں۔ اور گناہ زیادہ۔ مگر تیری صفت تو رحیم ہونے کی بھی ہے۔ تو چھوٹی سی بات کا بہت بڑا انعام دے دیتا ہے۔ پھر اگر تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اور میری کسی چھوٹی سی نیکی کو قبول فرما لے۔ تو یہ تیری شان کے عین مطابق ہے۔

اس کے بعد مالک یوم الدین کے الفاظ آجاتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے خدایا تو میرا مالک ہے۔ اگر میں کسی جج کے پاس جاتا۔ تو وہ کہتا۔ کہ چونکہ تیرا یہ جرم ہے اس لئے میں مجبور ہوں۔ کہ تجھے اتنی سزا ضرور دوں۔ مگر تو مالک ہے' تیرا اختیار ہے کہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف بھی کردے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ کہ میرا معاملہ ایسی ذات کے سامنے پیش ہے جو مالک ہے ایسی ذات کے سامنے پیش نہیں جو محض جج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح وہ قدم بقدم چل کر ہر موقعہ پر اپنے مطلب کی بات نکال لیتا ہے۔ اور کہتا ہے خدایا جب تو میرا مالک ہے تو مجھے معاف فرما دے۔ اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ تلے جگہ دے۔

اسی طرح پر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتا چلا جاتا ہے۔ اور کوئی آیت بھی ایسی نہیں آتی جس پر وہ خدا تعالیٰ کو اس کی اسی صفت کا واسطہ دے کر جس کا آیت میں ذکر ہوتا ہے اپنی کھوئی ہوئی متاع کو واپس نہیں لے لیتا۔ ایاک نعبد کہہ کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجسم التجا بن جاتا ہے۔ اور کہتا ہے خدایا میں تیرا ایک بندہ ہوں۔ مگر تیرے مقابلہ میں ایک مکھی کے برابر بھی میری حیثیت نہیں مکھی مار کر تو نے کیا کرنا ہے۔ تو تو بہت بڑی ہستی ہے۔ اور میں اتنی ذلیل چیز ہوں۔ کہ تیرے ایک ادنیٰ اشارہ سے تہس نہس ہو سکتا ہوں۔ تیری طاقت اور تیری قوت اور تیری جبروت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ مجھ پر اپنی رحمت کی نظر رکھ۔ میرے جیسے ذلیل کو تباہ کر کے تو نے کیا لینا ہے۔ پھر جب وہ ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو پھر بھڑکاتا ہے۔ اور کہتا ہے خدایا تیرے سوا میرا اور کوئی نہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ بسا اوقات یہ کہتے ہی انسان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ رو پڑتا ہے۔ اور کہتا ہے خدایا میرا تیرے سوا اور کون ہے۔ میں اگر تیرے پاس نہ آؤں تو کہاں جاؤں۔ پس اگر اس کو واقعہ میں اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو قدم قدم پر اس کے لئے رقت کا موقعہ ہوتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کا متقیوں کے لئے ایک اور جلوہ

اور اگر فرض کرو یہ ایسے مقام پر ہے۔ جہاں اس سے گناہ صادر نہیں ہوتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرنے کا اسے شوق ہے۔ تب بھی آیت آیت پر اسے رقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب یہ الحمدللہ کہتا ہے۔ تو یہ الفاظ کہتے ہی اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ یا اللہ تو تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اگر مجھے بھی تیرے قرب میں سے کچھ حصہ مل جائے تو میں بھی زیادہ جوش سے تیری حمد کروں گا۔ مجھے تیرے وصل کی ضرورت ہے۔ جو ابھی ملا نہیں۔ بے شک میں الحمدللہ کہا کرتا ہوں۔ مگر الٰہی دنیوی لحاظ سے تیرے جس قدر انعامات ہیں۔ میں ان کے متعلق تیرا شکر ادا کیا کرتا ہوں۔ تو نے مجھے زبان دی۔ تو نے مجھے دل دیا۔ تو نے مجھے دماغ دیا۔ تو نے مجھے طاقت دی۔ تو نے مجھے آنکھیں بخشیں۔ جن سے میں دیکھتا ہوں۔ پاؤں دیئے جن سے میں چلتا ہوں۔ ہاتھ دیئے جن سے میں کام کرتا ہوں۔ اور میں تیری ایک ایک نعمت پر حمد کرتا ہوں۔ لیکن الٰہی اصل حمد تو اسی میں ہے کہ تو مل جائے۔ اگر تو مل جائے۔ تو جو حمد اس وقت میری زبان سے نکل سکتی ہے۔ وہ اس غفلت میں کہاں نکل سکتی ہے۔

پھر رحمانیت کا ذکر آتا ہے۔ تو کہتا ہے الٰہی تو تو مفت چیزیں لوگوں کو دیا کرتا ہے۔ پس جہاں تو نے اتنی چیزیں مفت میں عطا فرمائی ہیں وہاں اپنی محبت اور اپنا پیار، اپنا عشق بھی مجھے بخش دے۔ پھر جب رحیمیت کا ذکر آتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے خدایا تو عملوں کے نتائج بڑھ چڑھ کر دیا کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں نے کوئی کام نہیں کیا۔ اور پھر بھی تو نے یہ یہ انعام مجھے عطا فرمایا ہے۔ لیکن الٰہی اصل چیز مجھے ابھی تک نہیں ملی۔ خدایا تیرے انعامات کے تواتر میں کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تیری محبت اور تیری معرفت اور تیرا وصال بھی مجھے میسر آجائے اور میں بھی تیرے پیاروں میں شامل ہو جاؤں پھر مالک یوم الدین کے الفاظ آتے ہیں تو وہ عرض کرتا ہے۔ کہ خدایا تو جزا و سزا کے وقت کا مالک ہے۔ اور تمام فیصلے تیرے حکم کے مطابق سرزد ہوتے ہیں۔ میں بھی تیرے حضور کھڑا ہوں۔ اور تجھ سے جزائے نیک کا طالب ہوں۔ بے شک مختلف لوگوں کو تو نے استحقاق کے طور پر جزا دی ہے۔ مگر تجھ سے مالک یوم الدین ہونے کے لحاظ سے نہ کہ ایک جج ہونے کے لحاظ سے میں یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے اس جزا میں اپنا قرب عطا فرما۔ اور اپنی محبت کی دولت سے متمتع فرما۔ کیونکہ تو جہاں آنکھیں دے سکتا ہے۔ کان دے سکتا ہے۔ ناک دے سکتا ہے۔ وہاں لقاء الٰہی کی نعمت بھی دے سکتا ہے۔

ایاک نعبد کے الفاظ آتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے۔

مسلسل صفحہ 4 پر

حضور میں بندہ تو ہوں۔ مگر بندہ تو آقا کے پاس رہتا ہے۔ مجھے آپ نے کیوں پرے پھینک رکھا ہے۔ یہ تو مناسب نہیں کہ میں غلام ہو کر اپنے آقا سے دور رہوں مجھے اپنے پاس ہی جگہ دیں۔ جہاں غلام رکھے جاتے ہیں۔ ایاک نستعین کے الفاظ آتے ہیں تو وہ کہتا ہے خدایا باقی کام ایسے ہیں جن میں تیری استعانت مشتبہ ہو جاتی ہے مثلاً انسان کو روٹی تو مل جاتی ہے۔ مگر چونکہ وہ بندے کے ہاتھ سے ملتی ہے۔ اس لئے سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کو اس بات پر پورا انشراح نہیں ہوتا۔ کہ روٹی خدا دے رہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ روٹی ہمارے بھائی نے دی ہے۔ یا باپ نے دی ہے یا بیٹے نے دی ہے۔ اسی طرح اور چیزیں بھی ایسی ہی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی استعانت مشتبہ سی ہو جاتی ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک کلرک تھا جسے تنخواہ مل گئی یا ایک مدرس تھا جسے تنخواہ مل گئی۔ یا ایک انجینئر تھا جسے تنخواہ مل گئی۔ تو گو دیتا ان سب کو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر لوگوں کی نگاہ میں یہ معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ فلاں نے محنت کی۔ اور دوسرے نے اسے تنخواہ دے دی۔ اس میں خدا کا کیا دخل ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے۔ کہ اگر وہ تو دے دے تو کوئی شخص اس بات میں شبہ نہیں کر سکے گا۔ کہ وہ چیز تو نے ہی دی ہے۔ اور وہ چیز تیرا وصال اور قرب ہے۔ وصل یار ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی اور نے دیا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایاک نستعین کہتے ہی عرض کرتا ہے۔ کہ الٰہی اگر تو مجھے اپنا لقا اور وصال بخش دے تو اس بات میں کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ کہ یہ چیز تو نے ہی دی ہے۔ پھر وہ احدنا...... کے الفاظ جب دہراتا ہے۔ تو کہتا ہے خدایا میں کب تک لمبے لمبے راستے طے کرتا چلا جاؤں گا۔ کب تک یہ اندھیرے چلتے چلے جائیں گے۔ تو مجھے وہ راستہ دکھا۔ جس پر چل کر میں جلد تیرے قریب پہنچ سکوں پھر وہ انعمت علیہم کے الفاظ دہراتا ہے تو کہتا ہے یا اللہ تو نے فلاں کو بھی یہ انعام دیا۔ تو نے فلاں کو یہ انعام دیا۔ ایک میں ہی ہوں جسے اب تک یہ انعام نہیں ملا۔ تو اپنے فضل سے مجھے بھی یہ انعام دے دے۔ تاکہ میں بھی تیرے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاؤں۔ تیرے خزانہ میں آخر کیا کمی آ جائے گی۔ تو نے جب کثیر لوگوں کو یہ نعمت دے دی ہے۔ تو مجھے بھی اپنے فضل سے یہ نعمت عطا کر۔

پھر وہ غیر المغضوب کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے۔ اے خدا اگر تیرا وصال مجھے نہ ملا۔ تو مجھے کس طرح یہ یقین آئے گا۔ کہ میں مغضوب نہیں۔ یا میں گمراہوں میں شامل نہیں۔ مجھے کس طرح یہ اطمینان ہو گا کہ میں تیرے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر ہی چل رہا ہوں۔ کسی اور راستہ پر نہیں چل رہا۔ کیونکہ اگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ لیکن مجھے تو نظر نہیں آتا۔ تو مجھے یہ یقین نہیں آسکتا۔ کہ میں مغضوب نہیں تھا یا میں ضال نہیں تھا۔ کیونکہ جب دروازہ کھلا تھا۔ تو ضروری تھا۔ کہ میں اس میں داخل ہو جاتا۔ پس مجھے یقین اور وثوق کے مقام پر کھڑا کرنے کے لئے اپنے لقاء کی نعمت سے متمتع فرما تا مجھے یہ اطمینان ہو سکے۔ کہ میں مغضوب اور ضالین میں نہیں ہوں۔ بلکہ تیرے محبوب اور پیارے لوگوں میں شامل ہوں۔

کبر کی وجہ سے خشوع پیدا نہیں ہوتا

غرض اگر انسان کے دل میں واقعہ میں اپنے گناہوں کا احساس ہو۔ یا خدا تعالیٰ کے ملنے کی تڑپ ہو۔ تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نماز کے لئے کھڑا ہو۔ اور رقت اور خشوع و خضوع اسے پیدا نہ ہو۔ باقی کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو نماز میں اس لئے رقت نہیں آتی۔ کہ وہ گناہ تو کرتے ہیں۔ مگر کہتے یہ ہیں۔ کہ ہم گناہوں سے پاک ہیں۔ ایسے لوگوں کو بھی رقت نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے اندر کبر کا مادہ پایا جاتا ہے۔ اور انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ کہ گناہوں کا زنگ ہمیں اپنے دل سے دور کرنا چاہئے۔ مجلس میں ذرا کسی کے خلاف کوئی بات کہہ دی جائے۔ تو وہ شخص جوش میں آکر کہنے لگ جاتا ہے کہ مجھے تم جھوٹا سمجھتے ہو۔ یا مجھے تم چور سمجھتے ہو۔ اب چاہے وہ اس رنگ میں جھوٹا نہ ہو یا چور نہ ہو جس رنگ میں وہ سمجھتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہزاروں بدیاں ایسی کرتا ہے جو اسے جھوٹے یا چور سے کم نہیں رہنے دیتیں ایسی صورت میں جب یہ نماز میں کھڑا ہو تو اسے رقت کہاں نصیب ہو سکتی ہے جب اس کے دل میں گناہوں سے پاک ہونے کی خواہش ہی نہیں۔ جب اس کے دل میں وصل الٰہی کی تڑپ ہی نہیں۔ جب یہ گناہوں سے بچنے اور وصل الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش ہی نہیں کرتا۔ تو خشوع و خضوع اسے کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا میں اگر کسی کو کسی عورت سے محبت ہوتی ہے۔ تو وہ اس کے باپ کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے مجھ پر رحم کرو۔ اور اپنی لڑکی میرے ساتھ بیاہ دو۔ نوکری کی خواہش ہوتی ہے۔ تو انسان افسر کے پاس جاتا اور اسے کہتا ہے۔ کہ مجھ پر رحم کرو۔ اور مجھے اس ملازمت پر رکھ لو۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے دل میں وصال الٰہی کی تڑپ ہو۔ گناہوں سے بچنے کی خواہش ہو۔ اور وہ اس کے لئے کوئی جدوجہد کوئی کوشش اور کوئی سعی نہ کرے۔

رقّت حاصل کرنے کے دو ذرائع

پس نماز میں رقّت حاصل کرنے کے دو ہی ذرائع ہیں۔ اگر انسان گنہگار ہو۔ تو اسے یہ احساس ہو کہ میں گنہگار ہوں۔ اور مجھے ان سے پاک ہونا چاہئے۔ اور اگر اس سے اوپر کا مقام وہ رکھتا ہو۔ تو اس کے دل میں یہ احساس ہو۔ کہ مجھے خدا مل جائے۔ یہ دو چیزیں ہوں۔ تو آپ ہی آپ رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ باقی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ کسی دن خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے۔ اور کسی دن خشوع و خضوع کم ہوتا ہے۔ اور یہ کمی بیشی اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہوتی ہے۔ ضروری یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کو یاد کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے جوش میں اس کے آستانہ پر گرا رہے۔ اور اپنی معروضات اس کے سامنے پیش کرتا رہے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص دن میں ایک بار بھی خدا کے آگے نہیں روتا۔ اس نے اپنے ایمان کا کیا نمونہ دکھایا۔ تو کوشش یہ ہونی چاہئے۔ کہ کم از کم دن میں ایک مرتبہ خدا کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ اور اگر کسی وقت خدا کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کا ضرور موقعہ مل جائے گا۔ اور درحقیقت وہی وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے۔ اگر کسی کو یہ بات میسر نہیں تو کم سے کم اسے اتنا ہی مدنظر رکھنا چاہئے۔ کہ خشوع و خضوع میسر آتا ہے۔ یا نہیں میرا کام یہی ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کے حکم کو بجا لاؤں۔ اور اس کی عبادت کرتا چلا جاؤں۔ جب کوئی شخص اس نیت اور اس ارادہ سے نماز پڑھتا چلا جائے گا۔ تو کسی وقت یہ نماز خود بخود اس کے اندر خشوع و خضوع پیدا کر دے گی۔ کیونکہ خدا کے حکم کو ماننے والا بغیر انعام کے نہیں رہتا۔ وہ رحیم ہے۔ اور رحیم کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی درگاہ سے سچی محنت کرنے والے کو بغیر انعام کے واپس نہیں لوٹاتا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کی نماز ویل للمصلین والی آیت کے ماتحت نہ آتی ہو۔ اگر محض عادت کے طور پر وہ نماز پڑھتا ہے یا ریاء اور لوگوں میں شہرت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن اگر نماز کا وقت آجائے۔ تو اس کے اندر ایک بے کلی سی پیدا ہو جائے اور کہے نہ چاہے مجھے رقت نہیں آتی۔ چونکہ خدا کا حکم ہے اس لئے میں ضرور نماز پڑھوں گا۔ تو ایسا شخص مر ہی نہیں سکتا جب تک کوئی نہ کوئی درجہ خضوع کا اسے حاصل نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ جو لوگ ہمارے رستہ میں جدوجہد کرتے ہیں۔ اہم انہیں ضرور اپنے قرب میں جگہ دیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اللہ سچا ہے۔ لیکن اس کے ذاتی خیالات جھوٹے ہیں۔

حدیثوں میں آتا ہے ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میرا بھائی بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ کیونکہ خدا نے شہد کو شفا قرار دیا ہے۔ وہ گیا اور اس نے شہد پلایا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ اس کی تکلیف تو بڑھ گئی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر گیا اور اس نے شہد پلایا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر آکر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ اسے تو بہت تکلیف ہو گئی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ خدا کا کلام سچا ہے۔ لیکن تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ تو بات اصل میں یہی ہے کہ اگر پھر بھی اس میں خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوتا۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کی نمازوں میں ضرور ریاء تھا۔ یا اس نے تکبر اور خود پسندی کی وجہ سے اپنے ریاء کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ورنہ اگر کوئی شخص خالصۃً لوجہ اللہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ تو چاہے اس کے دل میں کیسے ہی خیالات پیدا ہوں۔ چاہے اس کی توجہ کسی طرف پھری رہے نتیجہ یہی ہو گا۔ کہ اسے ایک دن خشوع و خضوع ضرور حاصل ہو جائے گا۔

(الفضل 30۔ جون 1944ء)

الفضل انٹرنیشنل سے۔

سالانہ اجتماع انصار اللہ آسٹریلیا 98ء

مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کا سالانہ اجتماع 12 اور 13 دسمبر 1998ء کو بیت الہدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پہلی بار ملبورن' برسبین اور کینبرا سے نمائندگان شامل ہوئے تھے۔ فجی کی جماعت کے دو مخلص افراد ماسٹر محمد حسین صاحب سابق مربی اور محترم محبوب یوسف خان صاحب سابق نائب امیر فجی اور متعدد خدام نے بھی پورے پروگرام میں شرکت فرمائی اور یوں اجتماع ماشاء اللہ خاصا بارونق ہو گیا۔ نیز شرکاء میں دو یورپین نژاد نو احمدی بھی شامل تھے۔ الحمد للہ۔

اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم خلیل شیخ صاحب صدر انصار اللہ نے عہد دہرایا۔ حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کے بعد محترم صدر صاحب نے شرکاء اجتماع کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا حالیہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اب وہ ایسی تقریبات پر پیغام نہیں بھیجتے لیکن حضور نے اجتماع کے پروگرام پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا اور اس کی کامیابی اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی تھی۔

اجتماع کا ایک حصہ تلقین عمل پر مشتمل تھا جس میں انصار صاحبان کو ان کی ذمہ داریوں جو بالخصوص تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مقررین میں محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا' مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب مربی ملبورن' محترم عبد اللطیف مقبول صاحب برسبین' چوہدری محمد سرور صاحب ملبورن اور خاکسار خالد سیف اللہ (نائب امیر و نائب صدر انصار اللہ) شامل تھے۔ مجلس انصار اللہ جرمنی کی رپورٹ کارگزاری جو ان کے بلیٹن منسلکہ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوئی تھی کا خلاصہ پیش کر کے دوستوں کو بتایا گیا کہ ہم کو بھی ان خطوط پر کام کرنا چاہئے۔ اگلے سال کے ٹارگٹ کے لئے حضور ایدہ اللہ کی وہ تقریر اردو اور انگریزی میں پیش کی گئی جو حضور انور نے یو کے' کے گزشتہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر فرمائی تھی اور آئندہ سال کے لئے خیر و بھلائی کو

باقی صفحہ 7 پر

احمدی شعراء

مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب

فیض عالم خان صاحب - فیض چنگوی

خاندانی حالات

فیض صاحب کے آباؤ اجداد کا سلسلہ اوپر جا کر ہندو راجپوت راجاؤں میں راجہ اننگ پال سے مل جاتا ہے۔ فیض صاحب کے نانا حضرت حکیم خواجہ کرم داد خان صاحب جو ریاست جموں و کشمیر کے شاہی طبیب تھے اور جنہوں نے قریباً ایک سو سترہ سال کی عمر پا کر فروری 1950ء میں انتقال کیا' حضرت اقدس مسیح موعود کے رفقاء میں شامل ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ فیض صاحب کو اپنے نانا صاحب کی زبانی جو حالات معلوم ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ اننگ پال کی اولاد جو بیسویں پشت میں مسلمان ہو گئی تھی سب سے پہلا شخص جس کو مشرف با اسلام ہونے کی توفیق ملی وہ راجہ پٹن پال کا بیٹا تھا جس کا اسلامی نام بگش خان رکھا گیا۔

فیض صاحب کا آبائی گاؤں جو چنگا کہلاتا تھا بعد میں چنگا بنگیال کے نام سے مشہور ہوا۔ بنگیال سے مراد بگش خان کی آل تھی۔ یہ گاؤں متعدد چھوٹی چھوٹی بستیوں پر مشتمل ہے۔ یہ گاؤں ضلع راولپنڈی کے مشہور ریلوے اسٹیشن گوجر خان سے جانب شمال' پونچھ اور کشمیر جانے والی شاہراہ پر قریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیرھویں صدی گذرنے کے بعد چودھویں صدی کے بالکل آغاز میں اس گمنام سرزمین کو ایک بہت بڑے نامور بزرگ کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بزرگ حضرت مولوی محمد فضل خان چنگوی تھے' جو نہ صرف عربی و فارسی اور اردو زبان کے ماہر تھے بلکہ انگریزی زبان پر بھی کافی عبور رکھتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب حضرت خواجہ کرم داد خان کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور ان کو بھی حضرت اقدس مسیح موعود کے 313 رفقاء میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ یہ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ جن میں "اسرار شریعت" (ہر سہ حصہ) فتاویٰ احمدیہ اور فتاویٰ مکیہ کے پچپن باب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ مولوی صاحب گو اصطلاحاً تو شاعر نہ تھے تاہم آپ کی عالمانہ اور پر معارف تحریرات میں شاعری کی جھلک اور اس سے پسندیدگی کا رجحان ضرور پایا جاتا ہے۔

فیض صاحب کا بچپن اسی بزرگ اور اہل علم ہستی کے زیر سایہ پروان چڑھا' اس لئے آپ کو بھی ایام طفولیت ہی سے علمی' ادبی اور مذہبی مشاغل سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ آپ ضلع جالندھر کے ڈی پی ہائی سکول کی پانچویں اور چھٹی جماعت میں زیر تعلیم تھے' تو ہفتہ وار اجلاسوں میں خود اپنی کہی ہوئی نظموں کو پڑھا کرتے تھے بعد ازاں یہ سلسلہ گوجر خان اسلامیہ ہائی سکول کی ساتویں جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک برابر قائم رہا۔ اسکول کے علمی و ادبی ماحول سے نکل کر آپ کو تلاش معاش کے سلسلہ میں بنگال جانا پڑا' جہاں اردو زبان کی آبیاری تو کجا' بولنے اور سمجھنے والا بھی اس زمانہ میں ناپید تھا۔ ایسے ناسازگار ماحول میں فطری ملکۂ شعر فیض صاحب کے قلب کی گہرائیوں میں دب کر رہ گیا' لیکن اللہ تعالیٰ کو آپ سے علمی کام لینا تھا اسی لئے آپ کے اس علمی و ادبی جذبہ کو پروان چڑھانے کے لئے قدرت نے آپ کو ایک ایسی رفیقہ حیات عطا فرمائی جس کے گھر میں قدم رکھتے ہی فیض صاحب کی زندگی کے ایک نہایت پاکیزہ و بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ یہ داستان اتنی ایمان پرور ہے کہ ایک نیک انسان کی روح اس کو سن کر وجد میں آجاتی ہے لہٰذا یہ دلکش و ایمان افروز داستان ہم آپ کو خود فیض صاحب کی زبان سے سنوانا چاہتے ہیں۔ سو ملاحظہ ہو۔

فیض صاحب کی کامیاب ازدواجی زندگی

"ایک لمبے عرصہ تک اردو ادب کے ماحول سے دور رہنے کی وجہ سے' باوجود فطری میلان طبع کے جذبۂ شعر میرے قلب کی گہرائیوں میں دب کر رہ گیا تھا۔ اُدھر ہر طرف پھیلی ہوئی حیا سوز بے حجابیاں' ایمان طلب عریانیاں' اِدھر دریائے شباب کی تلاطم خیزیاں میرے قلب سادہ پر اپنا دھاوا بولنے ہی والی تھیں کہ غیب سے مجھ ناچیز کی حفاظت کے سامان پیدا ہو گئے اور خدائے بزرگ و برتر کی بے پایاں رحمت نے مجھ جیسی بے مایہ اور ناکارہ ہستی کو بیداری شعور کی ابتدائی منازل ہی میں اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا اور میری زندگی کے اس نازک ترین دور میں ایک نہایت اعلیٰ خاندان کے مذہبی ماحول میں پرورش و تربیت یافتہ' حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ اور مجسمہ زہد و اتقا دوشیزہ کو میری رفیقہ حیات بنا دیا۔"

"خاکسار کی یہ شادی حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بڑی صاحبزادی حفیظہ بیگم سے (جو حضرت مولوی صاحب کی دوسری بیوی زیوراں بیگم رفیقہ حضرت مسیح موعود بنت حکیم خواجہ کرم داد خان کے بطن سے تھیں) عمل میں آئی۔ یہ شادی عجیب حالات میں محض تصرف الٰہی کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہوئی کیونکہ اس وقت تک میرے والد ماجد چوہدری فضل احمد خان صاحب غیر احمدی تھے۔ میری بارات میں سوائے میری ذات کے تمام اعزہ غیر احمدی تھے۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب نے (جہاں تک مجھے یاد ہے) مع دیگر باراتیوں کے نماز بھی غالباً احراریوں کی مسجد میں ادا کی۔ ان نامساعد حالات میں اس رشتہ کا سر انجام پا جانا سوائے فضل ایزدی کے اور کس بات پر محمول کیا جا سکتا ہے"۔

"میری رفیقہ حیات میرے گھرانے میں ایک نہایت پاکیزہ اور روحانی انقلاب لانے کا موجب بنیں۔ ان کے گھر میں قدم رکھتے ہی میری ذات کے علاوہ تمام افراد خاندان میں ایک روحانی تغیر شروع ہو گیا۔ گو میری بیوی کی عمر اس وقت پندرہ سال کے قریب تھی لیکن اس عمر میں بھی قرآن کریم کا اکثر حصہ بامعنی سمجھ لینے کے علاوہ سلسلہ کی بہت سی کتب اور بہت سے مسائل فقہ و حدیث کا مطالعہ اپنے والد بزرگ کی نگرانی میں کر چکی تھیں۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد ادا کرتی تھیں۔ نمازوں میں خشوع و خضوع اور گریہ و زاری کا عالم ہوتا تھا۔ دعاؤں میں اکثر مشغول رہتی تھیں۔ علاوہ ان روحانی اور اعلیٰ اخلاقی زیورات سے مزین ہونے کے اردو زبان کی بھی شیدائی تھیں اور اردو کی اچھی ادیبہ تھیں اور انشا پردازی کی وافر صلاحیت اپنے اندر رکھتی تھیں' جس نے میرے ذوق شعری کو جو عرصہ دراز سے دل کی گہرائیوں میں پناہ گزین ہو چکا تھا' دوبارہ تحریک دے کر جلا بخشی۔ جہاں تک میری دینی تعلیم کا تعلق ہے تو مجھے اس حقیقت کے اظہار میں بے حد خوشی ہوتی ہے کہ مجھے قرآن شریف بھی میری بیوی نے ہی پڑھایا۔ اس کے علاوہ تمام دینی مسائل میں نے اپنی رفیقہ حیات ہی سے سیکھے۔ علاوہ ازیں ان کی علم دوستی نے مجھے دوبارہ ادبی دنیا میں روشناس کرایا"۔

شاعری کے متعلق فیض صاحب کا نظریہ

ابتداء عمر میں فیض صاحب کو بعض ایسے بزرگوں سے بھی سابقہ پڑا جن کے خیال میں شعر گوئی ایک لغو فعل تھا' جس سے احتراز لازم ہے لیکن مرور زمانہ سے یہ نظریہ اپنی جگہ قائم نہ رہ سکا اور فیض صاحب پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہو گئی کہ بعض شرائط کے ساتھ فن شعر گوئی مذموم نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ اس نظریہ پر قائم ہو جانے کے بعد فیض صاحب نے نظمیں لکھنی شروع کیں۔ لیکن بنگال جیسے خطہ میں جو اس زمانہ میں اردو زبان کے لئے سازگار ماحول نہ رکھتا تھا' بغیر کسی استاد کامل کی رہنمائی کے میدان شاعری سے گذرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن قدرت نے غیب سے سامان فراہم کر دیئے اور فیض صاحب کو 1940ء میں ہمیشہ کے لئے بنگال کو خیرباد کہنا پڑا۔

جس زمانے میں فیض صاحب شملہ کی ایک کوٹھی دارالسلام میں رہائش پذیر تھے' اس کوٹھی کی بالائی منزل میں چک عبدالخالق ضلع جہلم (پنجاب) کے ایک نامور آل سادات سکونت پذیر تھے۔ یہ نامور سید صاحب ادبی دنیا کی جانی پہچانی شخصیت سید ضمیر حسین جعفری تھے جو ایک اعلیٰ پایہ ادیب و شاعر ہونے کے علاوہ نہایت درجہ خلیق' ملنسار' علم دوست اور ہمدرد انسان ہیں۔ ان کے فیض صحبت نے فیض صاحب کی شاعری کو پر پرواز عطا کئے۔ جعفری صاحب شملہ میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں فیض صاحب کو اپنے ہمراہ لے جانے لگے اور اس طرح فیض صاحب کو اپنا فن پبلک میں پیش کرنے کا موقعہ ہاتھ آگیا۔

جعفری صاحب کی تنقیدی اور اصلاحی رہنمائی نے اس خلا کو پر کر دیا جو عرصہ دراز سے فیض صاحب کی شاعری اور اس کی ارتقائی منازل کے درمیان حائل تھا۔ ابتدا میں جعفری صاحب کی قیام گاہ پر چھوٹے پیمانہ پر ادبی مجالس شروع ہوئیں جنہوں نے بعد ازاں وسعت اختیار کر کے اسٹڈی سرکل کی صورت اختیار کر لی یہاں تک کہ شملہ کے شعراء حضرات باری باری اپنے گھروں یا ہوٹلوں میں کرانے لگے۔ اس زمانے میں قریباً ہر ایسے مشاعرے میں فیض صاحب نے شرکت کی اور اپنی اصلاح شدہ نظموں سے داد وصول کرتے رہے۔ اسلامیہ اسکول شملہ میں کئی مشاعرے ہوئے پھر اسٹڈی سرکل نے بڑے پیمانے پر آل انڈیا مشاعرے کا انتظام کیا جس میں جگر مراد آبادی' اختر ہوشیارپوری اور حفیظ جالندھری کے علاوہ دیگر شعرائے برصغیر نے شرکت کی۔ اس مشاعرے میں فیض صاحب نے ہستی باری تعالیٰ پر ایک نظم پڑھ کر سامعین سے اپنی قادر الکلامی اور معنویت کلام کا لوہا منوا لیا۔ جعفری صاحب اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے فیض صاحب سے اصرار کر کے ان کے منظوم کلام کو اس وقت کے مشہور رسالوں اور اخباروں میں بھجوانا شروع کیا اور یہ سلسلہ فیض صاحب کی زندگی تک قائم رہا۔

آپ کا کلام روزنامہ الفضل قادیان' روزنامہ الفضل ربوہ' ماہنامہ الفرقان ربوہ' ماہنامہ خالد ربوہ' ماہنامہ تحریک جدید ربوہ' اخبار اصلاح کشمیر' ماہنامہ دستکاری دہلی' "تعمیر" راولپنڈی وغیرہ رسائل و جرائد میں مسلسل شائع ہوتا رہا ہے۔ راقم الحروف جب انٹرویو کے لئے کراچی پہنچا تو فیض صاحب سے پہلی ملاقات ہی میں آپ کی پرگوئی زود گوئی اور قادر الکلامی کا قائل ہو گیا۔ فیض صاحب نے میرے اصرار پر اپنا بہت سا کلام مجھے نظر ثانی کے لئے عنایت فرمایا جسے بعد میں انہوں نے "تقدیس افکار" کے موزوں نام کے ساتھ شائع کرا دیا جس میں خاکسار راقم الحروف کا تعارف بھی شامل ہے ان کا بہت سا کلام میرے پاس اب تک موجود ہے انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے حالات بھی قلمبند کئے تھے لیکن وہ بھی اب تک منظر عام پر نہ آسکے۔

فیض صاحب کی ملّی خدمات

فیض صاحب کی ساری عمر خدمات بجالانے میں صرف ہوئی ہے۔ جس وقت شملہ میں تھے تو مسلسل پانچ سال تک وہاں کی جماعت کے جنرل سیکرٹری رہے اور ایک سال مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد رہے۔ کراچی واپس آنے کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے مرکزی سیکرٹری تعلیم و تربیت' زعیم حلقہ جیکب لائنز' جنرل سیکرٹری مجلس انصار اللہ قریباً دس سال تک اور کئی سال مربی اطفال کے عہدہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں حلقہ جیکب لائنز کے پریذیڈنٹ بھی رہے اور بالآخر جماعت احمدیہ کراچی کے مرکزی سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے چار پانچ سال تک خدمات بجالانے کا موقع

مسلسل صفحہ 6 پر

حاصل ہوا۔ ایک بڑی اہم خدمت جو فیض صاحب کو 1951ء کے بعد اور خصوصاً 1953ء کے پر آشوب زمانے میں باحسن وجوہ انجام دینے کی توفیق ملی وہ اخبار "المصلح" کراچی کی ادارت کا فریضہ تھا۔ 1953ء اور اس کے بعد کے زمانے میں جب سلسلہ کے تمام اخبارات بند ہو چکے تھے۔ "المصلح" پہلے ہفتہ وار اور پھر روزانہ بڑی آب و تاب کے ساتھ نکلتا رہا اور اس خلا کو جو سلسلہ کے تمام اخبارات بند ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا بڑی حد تک پُر کرتا رہا۔ "المصلح" کے اجراء کا زمانہ بڑا ہی پر آشوب تھا اور تن تنہا کسی روزنامے کو چلانا بظاہر ناممکن العمل نظر آتا ہے لیکن فیض صاحب نے بڑی ہمت، جوش اور ولولہ سے کام لیتے ہوئے شب و روز کے فرق کو مٹا کر ان تھک اور جان ہار محنت شاقہ برداشت کر کے اس فریضہ کو بڑی خوبی سے نباہا اور اس شمع کو مخالفت کی تیز و تند آندھیوں سے گل ہونے سے محفوظ رکھا۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادے راجہ محمد اسلم نے اپنے اولو العزم شوہر اور قابل صد احترام بزرگ والد کا پوری طرح ہاتھ بٹایا۔ اور پروف ریڈنگ کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ ایک کاتب کی خدمات حاصل کر لی گئی تھیں جو اکثر فیض صاحب کے مکان پر موجود رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم، بابو اللہ داد خان اور جناب مولوی عبدالحمید صاحب کے بھرپور تعاون اور امداد کا ذکر ضروری ہے جن کے قلمی تعاون نے اخبار مذکور کو ہمیشہ بروقت امداد پہنچائی اور اسے کبھی معیار سے گرنے نہ دیا۔ انتظامی امور میں اخبار کو میجر شمیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اور جناب چوہدری عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت کراچی کا پورا تعاون حاصل رہا۔ مینیجر کی جگہ شیخ انوار رسول صاحب کام کرتے رہے اور سب سے بڑھ کر بہترین سرپرستی، حوصلہ افزائی اور مدبرانہ رہنمائی جس محبوب شخصیت نے کی وہ چوہدری عبداللہ خان صاحب کی ذات بابرکات تھی۔ علاوہ ازیں جماعت کراچی کا پورا تعاون ہروقت حاصل رہا۔ فیض صاحب اس سلسلہ میں اظہار فرماتے ہیں۔

"خاکسار پرچہ کو خود جوڑتا، مضامین کو ترتیب دیتا اور پھر نوافل اور دعاؤں کے ساتھ تصور میں اپنے ناچیز قلم کو حضرت سلطان القلم کے دست مبارک میں دے کر نماز فجر کے بعد یا پہلے ایڈیٹوریل (اداریہ) لکھتا۔ اللہ تعالیٰ میرے قلم میں حرکت اور میرے خیالات میں برکت ڈالتا اور یہی وجہ ہے کہ آج اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد جب اس زمانے کے اپنے لکھے ہوئے اداریوں اور مضامین کو پڑھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ یہ میرے ہی ناکارہ قلم کے لکھے ہوئے ہیں اور یہ صداقت روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

فیض صاحب کی ادبی خدمات

دوران قیام کراچی بعض اوقات مربیان سلسلہ کے باہر جانے یا واپس آنے والوں یا دیگر اجتماعات میں حالات کے مناسب واقعاتی نظمیں پیش کرتے رہے۔ بعض احباب نے بارہا تحریک کی کہ تمام منظوم کلام کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کرا دیا جائے اور تمام اخراجات پیش کرنے کی بھی بعض احباب نے خواہش ظاہر کی لیکن یہ سعادت فیض صاحب کے صاحبزادے ہاشم سعید صاحب کے حصہ میں آئی جو عرصہ سے لندن میں مقیم ہیں اور خدمات سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا فیض صاحب کا کلام تقدیس افکار کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور آپ کی واقعاتی نظمیں کتابی صورت میں محفوظ ہو کر بعد میں آنے والے مورخین احمدیت کے لئے تاریخی مواد فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ انشاء اللہ

1969ء میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت کراچی کے ایماء پر ایک "مجلس حسن بیاں" کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس میں صرف جماعت کراچی کے احمدی شعراء اور اہل قلم حضرات شامل تھے۔ جناب خادم حسین صاحب نیاز اس کے صدر، جناب آفتاب احمد صاحب بسمل نائب صدر اور فیض صاب اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ علاوہ ازیں بشیر الدین صاحب عباسی جوائنٹ سیکرٹری چوہدری نذیر احمد خازن قرار پائے۔ اس مجلس کے چند اجلاس بڑے کامیاب ہوئے لیکن فیض صاحب کی طویل علالت اور دفتری اور جماعتی کاموں کی مشغولیت نے دل جمعی کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے کی مہلت نہ دی۔

فیض صاحب کا شاعری میں تلمذ

فیض صاحب نے شاعری میں باقاعدہ طور سے تو کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے سید ضمیر حسین صاحب جعفری نے آپ کی ابتدائی غزلوں نظموں پر تنقیدی اور اصلاحی نظر ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں "بزم حسن بیان" کے ایک بزرگ رکن جناب مولوی محمد صاحب ظفر نے بھی فیض صاحب کی بعض نظموں پر نظر ثانی فرمائی اور وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔

فیض صاحب نے بہت کچھ کہا ہے اور ہر مناسب موقع پر اپنی زبان قلم کو جنبش دی ہے اور جو کچھ کہا ہے بہت خوب کہا ہے اور محبت و عشق حقیقی میں ڈوب کر کہا ہے۔ ایسا کلام جو دل کی گہرائیوں سے نکلے اور از دل خیزد و بر دل ریزد والی کیفیت کا حامل ہو کسی تنقید و تبصرہ کا محتاج نہیں ہوا کرتا۔ فیض صاحب نے جگ بیتی بھی بیان کی ہے اور آپ بیتی بھی۔ آپ کی پر گوئی، زود گوئی، حقیقت آفرینی اور جذبات نگاری کے تلاطم میں فنی موشگافیاں کاگ کی طرح اچھلتی اور تھپیڑے کھاتی نظر آتی ہیں۔ اہل دل آپ کے کلام پر وجد کرتے اور سر دھنتے ہیں اور نکتہ چین حیرت سے منہ تکتے اور ان کے کلام کے تاثرات کی گہرائی اور گیرائی ناپتے رہ جاتے ہیں۔

نمونہ کلام

معلوم نہیں جو دنیا کو ہیں دل کے سہارے ایسے بھی
میں جن کے سہارے جیتا ہوں کچھ غم ہیں تمہارے ایسے بھی
جو شمع کی صورت جلتے ہیں، خاموش نہیں کچھ کہہ سکتے
بیٹھے ہیں تمہاری محفل میں کچھ درد کے مارے ایسے بھی
زنداں کی سلاخوں سے ہم نے گھر لٹتے جلتے دیکھے ہیں
دیکھے تو نہ جاتے تھے لیکن دیکھے ہیں نظارے ایسے بھی
جینے کی تمنا رکھتے ہوئے مرنے کی تیاری کر لے
اس راہِ عشق میں عاشق کو ملتے ہیں اشارے ایسے بھی
وہ راہِ تصور سے آکر اے فیض مجھے آملتے ہیں
بے خوف و خطر سرِ شام و سحر ہوتے ہیں نظارے ایسے بھی

★......★......★......★

ہر سانس گلے میں اک چلتی تلوار سی بنتی جاتی ہے
اب زیست ہماری خود ہم پر اک بار سی بنتی جاتی ہے
ہر نالہ جو لب سے نکلتا ہے گردوں پر جا کر تھمتا ہے
ہر اشک جو ڈھلکے پلکوں سے گفتار سی بنتی جاتی ہے
اربابِ منصب خود بھی ذرا جھانکیں تو گریبانوں میں کبھی
کیوں عیش پرستی ملت کا کردار سی بنتی جاتی ہے
یہ عقل و خرد کی گھاتیں ہی تو امن و اماں کی دشمن ہیں
ہر وادی جو وادیٔ ایمن تھی پُر خار سی بنتی جاتی ہے

★......★......★......★

بہت دیر تک رات اشاروں سے ہم نے
ترا حال پوچھا ستاروں سے ہم نے
نہ مایوس ہم کو خزاں کر سکی ہے
نہ امید رکھی بہاروں سے ہم نے
ترا نام لے کر سفینہ ڈبویا
بڑی دور ہٹ کر کناروں سے ہم نے
تبسم کے بدلے لیا فیض اکثر
خراج آنسوؤں کا ستاروں سے ہم نے

★......★......★......★

دیکھ اے محبوب کیسی ٹھوکریں کھاتا ہوں میں
اک دلِ بسمل کو لے کر روز آجاتا ہوں میں
دم گھٹا جاتا ہے میرا سخت گھبراتا ہوں میں
زندگی کی دلدلوں میں ڈوبتا جاتا ہوں میں
روتے روتے بیت جاتا ہے مرا دورِ خزاں
موسم گل میں سراپا درد بن جاتا ہوں میں
زندگانی کے لوازم بڑھ گئے کچھ اس قدر
خود بخود غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں
راہ کے رنگیں مناظر میں الجھ کر رہ گیا
وائے نادانی کہ منزل بھولتا جاتا ہوں میں
کیا کہوں جب ایک سا ہے اپنے بیگانے کا روپ
دوستی ہے یا فریب دوستی کھاتا ہوں میں
آپ کی آزادیوں میں ہے مخل میرا وجود
ہو مبارک بزمِ ہستی سے اٹھا جاتا ہوں میں

★......★......★......★

ہے اگر ہشیار و دانا مثلِ دیوانہ گذر
زندگی کی رہگذر سے بے نیازانہ گذر
رنگ و بو کے یہ مناظر ہیں فریب زندگی
مسکرا کر دیکھ ان کو مثلِ بیگانہ گذر
اہلِ ثروت کی خوشی کو دیکھ کر غمگیں نہ ہو
غور کر، کرتے ہیں کیسے اہل غمخانہ گذر

★......★......★......★

محبت ہے فطرت کا اک پاک جذبہ
یہ حیلہ نہیں ہے، بہانہ نہیں ہے

نہیں اب رہی تابِ غم کیا کریں گے
جو تم بھی نہ پوچھو تو ہم کیا کریں گے

پیری میں دوسروں کا سہارا ملے گا کیا
دینے لگے ہیں مجھ کو مرے دست و پا فریب

نرالا فلسفہ پیدا کیا روشن خیالی نے
نئی منطق میں نسلِ نو کے برخوردار الجھے ہیں

زمانے سے الجھ کر فیض کھو بیٹھے وقار اپنا
جو سچ پوچھو تو نااہلوں سے ہم بیکار الجھے ہیں

مجھے لالچ نہ دو عیش و طرب کا زر پرستی کا
خدارا پھر نہ پہناؤ وہ زنجیریں جو توڑ آیا

★......★......★......★

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز- ربوہ

مسل نمبر 31972 میں امتہ القیوم زوجہ ناصر احمد صاحب قوم ہگل پیشہ خانہ داری عمر 45 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 205 منصورہ آباد سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 98-8-14 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1- زیورات طلائی وزنی 10 تولہ مالیتی-/50000 روپے۔ اور حق مہر بذمہ خاوند-/10000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ-/500 روپے ماہوار بصورت خورونوش مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ القیوم 205 منصورہ آباد سرگودھا گواہ شد نمبر 1 محمد اشرف وصیت نمبر 26277 گواہ شد نمبر 2 ناصر احمد خاوند موصیہ۔

مسل نمبر 31973 میں میاں خالد محمود ولد میاں نور محمد صاحب قوم مغل پیشہ کاروبار عمر 36 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 206 چوک کھجور والا محلہ اسلام پورہ سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 98-9-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1- دوکان واقع بلاک نمبر 8 سرگودھا برقبہ تقریباً

باقی صفحہ 7 پر

اطلاعات و اعلانات

نکاح

○ مکرم ناصر احمد ندیم صاحب ابن مکرم نذیر احمد خادم صاحب ساکن چک R-184/7 ضلع بہاولنگر کا نکاح بہمراہ مکرمہ زاہدہ نسرین احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب مقیم جرمنی کے ساتھ مبلغ دس ہزار جرمن مارک حق مہر کے عوض مورخہ 15- جنوری 1999ء کو بعد نماز جمعہ بمقام چک R-185/7 ضلع بہاولنگر مکرم نذیر احمد خادم صاحب نے پڑھایا۔ مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب چونکہ نکاح کی تقریب میں شمولیت نہ کرسکے اس لئے انہوں نے اس موقع پر اپنے بیٹے مکرم طارق احمد صاحب کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ مکرم ناصر احمد ندیم محترم چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ کے پوتے ہیں اور مکرمہ زاہدہ نسرین احمد صاحبہ مکرم چوہدری خان محمد صاحب بند چھہ کی پوتی ہیں۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نکاح و تقریب شادی

○ عزیزہ سعدیہ لطیف صاحبہ بنت مکرم لطیف احمد ظفر صاحب کا نکاح 22- جنوری 1999ء کو ہمراہ مکرم عمران فیصل صاحب ابن مکرم پیر نثار احمد صاحب گلگشت کالونی ملتان بعوض ایک لاکھ روپیہ حق مہر مکرم مولانا اقبال احمد نجم صاحب مربی سلسلہ اسلام آباد نے پڑھا۔ اگلے روز ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ مورخہ 25- جنوری کو سروسز کلب ملتان چھاؤنی میں ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ عزیزہ سعدیہ لطیف حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی پوتی اور مکرم محمد یوسف خان صاحب ڈپٹی سیکرٹری (ر) اسلام آباد کی نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد زاہد صاحب مربی سلسلہ کو دو بیٹیوں کے بعد مورخہ 19- جنوری 1999ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ دونوں بیٹیاں اور بیٹا بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام محمد کمال عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ نومولود کو اپنے فضل سے دین و دنیا میں باکمال بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ آمین۔

○ مکرم محمد احمد نجمی صاحب لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 5- دسمبر 1998ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ از راہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام حاشر احمد عطا فرمایا ہے جو کہ واقفین نو میں شامل ہے نومولود محترم ڈاکٹر عبدالماجد حامد صاحب (لاہور) کا نواسہ اور چوہدری انوار احمد صاحب مرحوم (لیہ) کا پوتا ہے۔ نومولود کی صحت و تندرستی اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم افتخار احمد خان صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) کو مورخہ 3- جنوری 1999ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم ڈاکٹر عبدالماجد حامد صاحب لاہور کی نواسی اور رانا عبدالرشید خان صاحب مرحوم کی پوتی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر سعادت مند اور خادم دین بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ مکرم قریشی محمد انور صاحب نائب ناظر مال آمد کی ہمشیرہ محترمہ شمس النساء بیگم صاحبہ حال کینیڈا اہلیہ مکرم قریشی محمد اسلم صاحب شہید سابق مربی ٹرینیڈاڈ بعارضہ قلب ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال کی طبیعت کافی عرصہ سے خراب ہے اب پہلے سے بفضل تعالیٰ بہت بہتر ہیں۔

○ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم ٹھیکدار بشیر احمد صاحب آف للیانی ضلع قصور فالج کی وجہ سے بیمار ہیں اور جنرل ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ محترمہ شگفتہ ندیم صاحبہ اہلیہ مکرم ندیم احمد وڑائچ صاحب دارالبرکات ربوہ بلڈ پریشر کی وجہ سے بیمار ہیں اور الائیڈ ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم غلام رسول صاحب آف بھلوال پتہ کی تکلیف کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔

○ مکرمہ بشارت عزیز صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالعزیز صاحب عارف کا پتہ کا آپریشن پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس اسلام آباد میں 99-2-1 کو ہوا ہے۔ بمعہ پتہ پتھریاں نکال دیا ہے۔ کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم محمد زمان صاحب تلہ گنگ پندرہ روز سے بیمار ہیں بیماری شدت اختیار کر گئی ہے اب فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم مشتاق احمد صاحب کارکن جامعہ احمدیہ ربوہ کے چھوٹے بھائی مکرم افتخار احمد صاحب کا مسقط میں 3- فروری 99ء کو ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ جس کے نتیجہ میں سر میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں اور ابھی تک بے ہوش ہیں۔

○ مکرم ملک امان اللہ صاحب مربی سلسلہ منڈی بہاؤالدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم ڈاکٹر ملک عطاء اللہ صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چوڑا سگھر ضلع شیخوپورہ حال محلہ ناصر آباد شیخوپورہ فالج کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اب حالت تشویشناک ہے۔

اسی طرح خاکسار کے بہنوئی مکرم رائے منیر احمد کھرل صاحب محلہ "ناصر آباد شیخوپورہ" جلدی بیماری میں مبتلا ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم رانا جاوید احمد صاحب ڈرائیور مہدی محلہ گوجرہ بعارضہ بلڈ شوگر ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد شریف صاحب حجام دارالعلوم جنوبی بعارضہ قلب بیمار ہیں۔

ان سب کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سانحہ ارتحال

○ محترمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میجر ڈاکٹر شاہ نواز صاحب (مرحوم) مورخہ 99-2-4 بروز جمعرات C.M.H راولپنڈی میں چند روز کی علالت کے بعد بعمر 91 سال وفات پاگئیں۔

آپ حضرت میاں عبدالرزاق صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دختر تھی۔ اور آپ کے شوہر مکرم میجر ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کو ایک لمبا عرصہ مغربی افریقہ کے ممالک میں بطور میڈیکل مشنری سلسلہ کی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔

آپ کے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب بھٹی بطور آڈیٹر جماعت احمدیہ کراچی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ان کا جنازہ بیت الاقصیٰ میں 5- فروری 99ء بعد نماز جمعہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ و صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے دعا کروائی۔

مرحومہ کے درجات بلند ہونے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم نصیر احمد باجوہ صاحب بابت ترکہ مکرم نصراللہ باجوہ صاحب)

مکرم نصیر احمد باجوہ صاحب ساکن نمبر 27/10 دارالیمن شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم نصراللہ خان صاحب باجوہ صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ قطعہ نمبر 27/10 دارالیمن ربوہ برقبہ ایک کنال ان کے نام بطور مقاطعہ گیر منتقل شدہ ہے۔ یہ قطعہ میرے اور میرے بھائی مکرم منیر احمد صاحب باجوہ صاحب کے نام منتقل کردیا جائے۔ ہمارے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہے۔

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ صفحہ 4

پھیلانے اور ان معاشرتی و اخلاقی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کی تلقین فرمائی تھی جن سے یہ لوگ خود تنگ آچکے ہیں۔ اور انہیں سوسائٹی کے امن کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً بچوں سے جنسی زیادتی وغیرہ۔

13- دسمبر کی صبح کو تہجد کی نماز باجماعت ادا کی گئی جس کے بعد درس القرآن ہوا۔ انصاراللہ کی شوریٰ میں گزشتہ سال کی کارگزاری کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ سال کا پروگرام وضع کیا گیا۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات بالخصوص بہت دلچسپی کے حامل تھے۔ مثلاً تلاوت قرآن کریم، تقاریر، نظم خوانی، تاریخ احمدیت پر مبنی ایک کوئز (quiz) پروگرام، بیت بازی، پیغام رسانی اور مختلف سپورٹس وغیرہ۔ ایک دلچسپ محفل سوال وجواب بھی منعقد ہوئی جس میں ایک پینل نے دوستوں کے سوالوں کے جواب دیئے۔ آخر پر محترم امیر صاحب نے عمدہ، مفید اور دلچسپ اجتماع منعقد کرنے پر صدر صاحب انصاراللہ اور ان کی ٹیم بالخصوص اشفاق حسین صاحب قائد عمومی جو نگران اجتماع تھے کی تعریف فرمائی۔ مقابلہ جات میں پوزیشن پانے والوں کو سرٹیفکیٹ تقسیم کئے اور دعا کے ساتھ اس بابرکت اجتماع کو رخصت کیا۔

(الفضل انٹرنیشنل 22- جنوری 99ء)

بقیہ صفحہ 6

162 مربع فٹ مالیتی-/450000 روپے۔
اور مکان واقع اسلام پورہ برقبہ 5 مرلہ
مالیتی-/400000 کا 1/15 حصہ
مالیتی-/26700 روپے۔ کل جائیداد
مالیتی-/476700 روپے۔ اس وقت مجھے
مبلغ-/5000 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد میاں خالد محمود مکان نمبر 206 چوک کھجوروالا محلہ اسلام پورہ سرگودھا گواہ شد نمبر 1 چوہدری محمد دین انور وصیت نمبر 5464 گواہ شد نمبر 2 چوہدری سلطان احمد بھٹی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 9- فروری- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 10 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 20 درجے سنٹی گریڈ
10- فروری- غروب آفتاب- 5-52
11- فروری- طلوع فجر- 5-29
11- فروری- طلوع آفتاب 6-53

عالمی خبریں

شاہ حسین کو سپرد خاک کردیا گیا

اردن کے شاہ حسین مرحوم کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ ہزاروں سوگواروں کے درمیان سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی آخری رسومات میں دنیا بھر کے 40 سے زائد سربراہان مملکت شریک ہوئے۔ ان میں امریکہ کے صدر بل کلنٹن' روس کے صدر بورس یلسن' پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف' اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان' فرانس کے صدر شیراک' جرمنی کے چانسلر شروڈر' برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر' مصر کے صدر حسنی مبارک' فلسطین کے صدر یاسر عرفات' ترکی کے صدر ڈیمرل' شام کے صدر حافظ الاسد' اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو' جاپان کے وزیر اعظم ابوچی اور سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ سمیت بڑی تعداد میں سربراہان یا ان کے نائبین شامل تھے۔ پاکستان سمیت متعدد ملکوں میں قومی پرچم سرنگوں رہا۔ روسی صدر ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

شاہ حسین کا سفر آخرت

اردن کے مرحوم شاہ حسین کا آخری سفر شروع ہوا تو عمان کی سڑکیں جام ہوگئیں۔ جنازے کا جلوس کئی کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے مرحوم کی آخری آرام گاہ میں پہنچا۔ نئے شاہ عبداللہ نے آخری رسومات کی قیادت خود کی۔ مکمل فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔ توپوں کی سلامی اور گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ ملکہ نور سمیت جملہ خواتین جنازے میں شامل نہ تھیں۔ اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے سابق ولی عہد شہزادہ حسن نے بھی جنازے کی تقریب کے علاوہ تاجپوشی کی رسومات میں بھی شرکت کی۔

شہزادہ حسن مشیر ہونگے

اردون کے نئے شاہ عبداللہ نے اعلان کیا ہے کہ ان کے چچا اور سابق ولی عہد شہزادہ حسن بدستور ان کے مشیر رہیں گے۔

تین سابق امریکی صدر

شاہ حسین مرحوم کے جنازہ میں تین سابق امریکی صدران' جمی کارٹر' جیرالڈ فورڈ اور جارج بش بھی شامل تھے۔

فلپائن میں مذاکرات

فلپائن میں حکومت اور مسلم حریت پسندوں کے درمیان مذاکرات شروع ہو گئے۔ امید ہے کہ تین روزہ مذاکرات میں زیر قبضہ علاقوں کی نشاندہی کے علاوہ مستقل جنگ بندی بھی ہو جائے گی۔

کوسووو کے بارے میں کانفرنس

کوسووو کے بارے میں عالمی کانفرنس میں چھ ملکوں کے رابطہ گروپ نے ایک امن فارمولا پیش کیا ہے جس میں کوسووو کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دینے کی پیشکش کی گئی ہے۔ سربوں نے کہا ہے کہ وہ اس میں ترامیم پیش کریں گے۔

گولی ماردیں استعفیٰ نہیں دوں گا

ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ مجھے گولی ماردیں لیکن میں استعفیٰ نہیں دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آرہا جو میرے بعد ملک کی قیادت سنبھال سکے۔

ایتھوپیا اور اریٹریا میں جنگ

ماہرین کا کہنا ہے کہ ایتھوپیا اور اریٹریا کے درمیان تازہ جھڑپوں کی وجہ نظریاتی اور تجارتی اختلافات ہیں۔ سرحدی علاقوں کو جھگڑے کی وجہ قرار دینا درست نہیں۔

امریکہ شمالی کوریا مذاکرات ناکام

شمالی کوریا اور امریکہ کے درمیان ایٹمی تنصیبات کے معائنے پر مذاکرات ناکام ہو گئے۔ اب امریکہ جنوبی کوریا اور جاپان کا مشترکہ اجلاس سیئول میں ہوگا تاکہ نیا لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔ امریک نے ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کے بدلے شمالی کوریا کو خوراک فراہم کرنے کی پیش کش کی ہے۔

ملکی خبریں

سپریم کورٹ میں فوجی عدالتوں پر بحث

سپریم کورٹ کے 9 ججوں پر مشتمل فل بنچ کے سندھ میں فوجی عدالتوں کے قیام پر بحث کے دوران عدالت نے اپنے ریمارکس میں کہا کہ ججوں پر حملے ہو رہے تھے۔ عام عدالتیں بے بس تھیں۔ ایسی صورت حال میں مارشل لاء کی بجائے محض فوجی عدالتیں قائم کی گئیں۔ سندھ کی صورت حال ایسی تھی کہ مارشل لاء بھی لگ سکتا تھا۔ تاہم فاضل چیف جسٹس نے سوال اٹھایا کہ کیا فوجی عدالتوں میں جلد بازی سے انصاف کچلا تو نہیں جارہا۔ ایک اور فاضل جج نے کہا کہ فوجی عدالتوں پر بھی قانون شہادت لاگو ہوتا ہے۔ مخصوص حالات میں خصوصی انتظام کیوں نہیں ہو سکتا۔ مسٹر اعتزاز احسن نے کہا کہ فوجی عدالتوں کا قیام عدلیہ کے امور میں مداخلت ہے۔ آئین کے تحت فوجی عدالتیں سویلین پر مقدمہ نہیں چلا سکتیں۔ ایک فاضل جج نے کہا کہ عام عدالتیں انصاف فراہم کرنے کے قابل نہیں تھیں۔ ایک جج نے سوال کیا کہ کیا ملک میں حالت جنگ ہے جس کے لئے فوجی عدالتیں بنائی گئیں ہیں۔ اعتزاز احسن نے کہا کہ حکومت نے تو اب ملک بھر میں فوجی عدالتیں بنا دیں کیا ملک بھر کی عدالتیں کام کرنے کے قابل نہیں رہیں۔

ملتان اور جہانیاں میں دہشت گردی

ملتان اور جہانیاں میں دہشت گردی کی وارداتوں میں تحریک جعفریہ کے 5 کارکن قتل کردیئے گئے میلسی کے قصبہ دوکوٹہ سے تین افراد کار میں ملتان کے لئے روانہ ہوئے۔ سکھ بیاس کے قریب نامعلوم کار سواروں نے روک کر تینوں کو ہلاک کر دیا۔ لودھی کالونی جہانیاں کے قریب موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے سوزوکی کار پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دو بھائی جو تحریک جعفریہ کے کارکن تھے ہلاک ہوگئے۔

آرمی چیف کا اعلان

پاک آرمی چیف جنرل پرویز مشرف نے اعلان کیا ہے کہ ہر موڑ پر حکومت کو تعاون کا یقین دلایا ہے۔

تیسرا ہاکی میچ بھی جیت لیا

پاکستان نے بھارت کے خلاف تیسرا ہاکی ٹیسٹ میچ بھی جیت لیا۔ حیدر آباد (دکن) میں ہونے والے اس میچ میں پاکستان نے 5 اور بھارت نے دو گول کئے۔

فاٹا کا 20- ارب دینے سے انکار

فاٹا (مرکز کے زیر انتظام قبائلی علاقے) کے ارکان اسمبلی نے واپڈا کے 20- ارب کے واجبات دینے سے انکار کردیا۔ انہوں نے کہا کہ واپڈا وصولی کو بھول جائے۔ اگر ہمارے خلاف آپریشن کیا گیا تو سختی سے مزاحمت کریں گے۔ تاہم آئندہ کے لئے ادائیگیوں پر غور کیا جاسکتا ہے۔

بجلی کی قیمت میں اضافہ نہیں ہو گا

واپڈا کے چیئرمین کے ترجمان نے کہا ہے کہ عالمی دباؤ کے باوجود بجلی کی قیمت میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

میاں شریف کی مداخلت

وزیر اعظم نواز شریف کے والد میاں محمد شریف نے میاں محمد اظہر کو یہ کہہ کر منالیا کہ تم میرے بیٹے ہو۔ میں خاندان میں اختلافات نہیں دیکھنا چاہتا۔

میاں اظہر کی صلح

میاں اظہر کی مسلم لیگی قیادت سے صلح کے بعد ایک کمیٹی قائم کردی گئی ہے۔ جو کارکنوں کی شکایات کا ازالہ کرے گی یہ کمیٹی شہباز شریف اور چوہدری شجاعت پر مشتمل ہوگی۔

بین الاقوامی برادری مذمت کرے

بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بین الاقوامی برادری پاکستان میں جمہوریت کے خلاف اقدامات کی مذمت کرے اوصاف اور جنگ کے خلاف کارروائیوں پر اینٹی انٹرنیشنل حکومتی اقدامات کی مذمت کرے۔ اخبار نویسوں' کالم نگاروں' اور ایڈیٹروں کے ٹیلی فون ٹیپ کئے جارہے ہیں۔ حکومت تنقید کرنے والے پریس کو خاموش کرنا چاہتی ہے۔

صلح کی تردید

جنگ گروپ نے اس بات کی تردید کی ہے کہ حکومت کے ساتھ انکی صلح ہو چکی ہے۔ ایسی خبروں سے تلخیاں بڑھتی ہیں۔ سرکاری ایجنسی کی خبروں پر افسوس ہے۔

عطیہ خون
خدمت بھی عبادت بھی

ڈالر کیمپ / بروکرج ہاؤس
فارن کرنسی اور شیئرز کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
44339
730288

مجیبی ہومیو کلینک اینڈ سٹور (اوقات کار) آجکل
صبح ½9 تا 2 بجے بروز جمعہ صبح 9 تا 12 بجے
شام ½4 تا 8 بجے نمبر
211186

دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
3:30 تا 7:30 شام
احمدیہ ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212515
رہائش 212300

خوشخبری
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
نے اب سرگودھا میں بھی کام شروع کردیا ہے
• حکیم صاحب گوجرانوالہ سے ہر ماہ کی 15-16-17 تاریخ کو مطب میں موجود ہوں گے۔
214338
منیجر مطب حمید 49 ٹیل فیصل آباد روڈ
مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا